Vol.5 No. 1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

جمیل احمد عدیل کے افسانوں میں مابعد الطبیعیاتی عناصر

Metaphysical elements in the fiction of Jameel Ahmad Adeel

1۔ڈاکٹر محمد شفیق آصف

صدر شعبہ اردو وانچارج ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز اینڈ ہیومینیٹیز، یونیورسٹی آف میانوالی

2۔ محمد عمیر آصف

ایم فل سکالر، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

3 ۔ تہنیت رباب

وزٹنگ لیکچرار شعبہ اردو یونیورسٹی آف میانوالی

Abstract:

The metaphysics is an important branch of philosophy. Spirituality has a fundamental position in this domain. It deals with the internal and immaterial affairs of the world. Metaphysical elements can be found in world Literature. Significant features of the writings of seventeenth-century Western metaphysical writers and poets, such as John Dunn, George Herbert, Crouch, and Marvel. Jameel Ahmad Adeel also holds an important place in Urdu fiction in the sense that his fiction has a unique style. He has deep social consciousness as well as mythology, symbolism and allegorical references as part of his fiction. That is why the metaphysical elements in his fictions appear to add to the reader a new magical and spiritual realm. Jameel Ahmed Adeel has a strong sense of modern awareness in his fiction. Till date, he has explored and understood Elliott's ideas well, but they all serve as a background for the evolution of his consciousness and for the depth and maturity of his art.

Keywords: *Philosophy, Metaphysics, Mythology, Spirituality, Fiction, symbolism and allegorical references.*

کلیدی الفاظ: فلسفہ، مابعد الطبیعیات، اساطیر، روحانیت، ادب، دیومالائی، غیر مرئی تصورات، علامت نگاری اور تمثیلی حوالے

دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اعلیٰ فلسفی ذہن زمان و مکان کے تناظر کو پیشِ نظر رکھتا ہے کیونکہ زمان و مکان تغیر و تبدل کا نام ہے، اشیا کی حقیقت کو اس تناظر کے بغیر جاننا اور سمجھنا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا حقیقت کا ادراک کرنے کے لیے زمان و مکان وہ معروضی جہات ہیں جو اشیا کے درمیان رشتوں کا جال قائم کر کے اسے معنویت عطا کرتی ہیں۔ ہم اس جہان میں جو کچھ دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں وہ محض مظاہر ہیں اور بہت سی اشیا ہمارے ادراک کی گرفت سے بچ نکلتی ہیں۔ ہم اس حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے جو پنہاں یا مطلق ہے۔ آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے مطابق:

"**مابعد الطبیعیات یا ماورائے طبیعیات**، فلسفہ کی ایک اہم شاخ ہے۔ اس کے مبادیات میں ذرائع علوم کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے یہ عالم کے داخلی و غیر مادی امور سے متعلق بحث کرتی ہے۔ وجودیت، الہیات و کونیات اس کی ذیلی شاخیں ہیں۔ خدا، غایت، علت، وقت اور ممکنات اس کے موضوعات ہیں۔"(1)

مابعد الطبیعات کے لغوی معنی اور اس کی علمیت Etymology کے حوالے سے یہ بات اہم ہے اس کا معروض زمان و مکان کی حقیقتیں ہیں۔ آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے مطابق:

"دور قرون وسطیٰ کے یونانی لفظ سے Metaphysika ماخوذ ہے آج کا میٹافزکس اور دو الفاظ کا مرکب ہے، Meta بمعنی پس از یا بعد اور Physics بمعنی طبیعی وطبیعیات یا فطرت۔ ہستی و وجود کے ہونے کی وجہ اور آگاہی و ادراک کے مسائل میں الجھ کر کون (Being) کی تلاش اس کے خاص موضوعات ہیں۔ علم فلسفہ کی اس شاخ تنظیر و تفکر میں کسی بھی موجود کے پہلے سبب سے بحث کی جاتی ہے۔(2)

یوں تو جمیل احمد عدیل کی شخصیت کے بہت سے جاذبِ نظر پہلو ہیں۔ تاہم ان کی شخصیت کا تخلیقی پہلو ہمہ رنگ جہات کو محیط ہے۔ جمیل احمد عدیل جہاں خوبصورت شخصیت کے مالک ہیں وہاں وہ اپنے فن میں ایک ایسا تخلیقی اور فکری جہان آباد کیے ہوئے ہیں جو صرف انہی کی راجدھانی ہے اور اُس سلطنت (Realm) میں انہی کا سکہ چلتا ہے۔

Vol.5 No. 1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

جمیل احمد عدیل کا شمار پاکستان کے مقبول اور منفرد افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے، علامتی و تجریدی افسانہ نگاروں میں انھیں ایک معتبر مقام حاصل ہے۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں کچلے ہوئے انسانوں کے مسائل کو بڑی دردمندی اور چابک دستی سے پیش کرنے کے علاوہ آج کے انسان کی باطنی الجھنوں کو بھی نہایت عمدگی سے اجاگر کیا ہے، اگرچہ ان کا اسلوب علامتی اور نیم تجریدی ہے تاہم ایسا ہر گز نہیں کہ ان کے افسانوں کا اصل مفہوم قارئین پر واضح نہ ہو سکے، ان کا یہی علامتی و تجریدی اندازِ بیان ان کے افسانوں کو حسن اور دل کشی عطا کرتا ہے۔ معروف افسانہ نگار میرزا ادیب لکھتے ہیں:

"عدیل نے عام روایات سے بالکل الگ ہو کر اپنی راہ تراشی ہے اس کے افسانوں کے لیے اساطیر الاولین، مابعد الطبیعیاتی عناصر، مذہبی حکایات اور صنمیاتی قصوں نے بنیادی مواد مہیا کیا ہے، مگر افسانوں کی تعمیر و تشکیل میں مصنف کی ذہانت نے بھرپور حصہ لیا ہے۔ جمیل احمد عدیل کے اندر بڑے روشن امکانات موجود ہیں۔ جو اس کے تابناک مستقبل کا اشاریہ ہیں۔ جب میں نے عدیل کے تھیسس "تقسیم کے بعد اردو ادب میں خود نوشت سوانح عمری" کے ایک حصے کا مطالعہ کیا تو میری رائے یہ تھی کہ اس انتہائی ذہین اور محنتی نوجوان پر تو پوری قوم کو فخر کرنا چاہیے۔ اللہ کرے وہ اپنے موجودہ تجربے کو مستقبل کے بڑے اور متنوع تجربات کا ابتدائیہ بنانے میں کامیاب ہو"(3)

جمیل احمد عدیل کے اس لیے بھی بہت سے پرستار ہیں کہ ان کی ذات میں بہ یک وقت متنوع اوصاف جمع ہو کر ایک ایسی شخصیت کا عکس پیش کرتے ہیں کہ جس کا ہر ایک شخص اسیر ہو جاتا ہے۔ جمیل احمد عدیل کے بحیثیت تخلیق کار بہت سے حوالے ہیں اور وہ اپنے ہر حوالے میں معتبر اور منفرد دکھائی دیتے ہیں۔ تاہم جدید اُردو افسانے میں جمیل احمد عدیل ایک اہم ترین نام ہے۔

اسّی کی دہائی میں جو افسانہ نگار ادبی اُفق پر طلوع ہوئے اُن میں جمیل احمد عدیل اس لیے بھی منفرد مقام رکھتے ہیں کہ اُن کا تخلیقی وژن اپنے ہم عصروں سے بالکل مختلف ہے، ہر چند کہ جمیل احمد عدیل کی تنقید، تحقیق، انشائیہ، سفر نامہ، کالم اور افسانے کے حوالے سے چوبیس (24) کتب شائع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکی ہیں تاہم ان کی افسانہ نگاری اپنے موضوعاتی تنوع اور منفرد ڈکشن کی بدولت جدید تر افسانے میں ایک اہم تخلیقی سرگرمی تسلیم کی جاتی ہے۔

جمیل احمد عدیل کے افسانوی مجموعوں میں: "موم کی مریم" "زرد کفن میں نخل ایمن"، "بے خواب جزیروں کا سفر"، "تو جو ہمسفر ہو جائے" "ہاویہ" "کانچ شاخیں" اور "بیتا ہوا مستقبل" شامل ہیں۔ معروف نقاد، ڈاکٹر وزیر آغا "موم کی مریم" کے فلیپ پر چھپے ہوئے جمیل احمد کے نام ایک خط میں رقم طراز ہیں:

"میں نے آپ کا افسانہ "ہر گز پاک نہ تھیوے" بہت پسند کیا ہے۔ بڑی بات یہ ہے کہ اس پر انتظار حسین کے اسلوب اور انداز کا سایہ تک نہیں ہے۔ یہ ایک بالکل منفرد کاوش ہے جس میں آپ نے زندگی کو ایک بالکل نئے زاویے سے دیکھا ہے۔ بھئی شاباش! خدا نظر بد سے بچائے۔ افسانہ نگاری کا میدان آپ کے سامنے کھلا پڑا ہے۔ آگے بڑھیے اور اسے طے کر جائیے، دوسرا افسانہ (رتن مالا اور کاتب کلام) ایک شعوری کاوش ہے اس میں ایک کرافٹسمین شپ زیادہ ہے، سوچا ہوا افسانہ ہے، جبکہ "ہر گز پاک نہ تھیوے" گہرے طور پر محسوس کی گئی تخلیق ہے۔"(4)

جمیل احمد عدیل نے "ٹائٹل سٹوری" کے نام سے افسانوں کے تین انتخاب، "شہرہ آفاق افسانے" کے عنوان سے عالمی افسانوی ادب کا انتخاب اور "نروان" کے عنوان سے بہترین روحانی افسانوں کو جمع کر کے عمدہ اینتھالوجیز بھی مرتب کی ہیں۔ مذکورہ بالا تخلیقی اور تدوینی کام کے علاوہ جمیل احمد عدیل کی دیگر کتب میں "سیاق و سباق" (تنقید)، "نایاب لمحے" (انشائیے + خاکے)، "مزاح نگار حاضر ہوں" (بہترین شگفتہ تحریریں)، "نفی اثبات" (کالم)، "برجستہ" (کالم)، "آج کی بات" (کالم)، "سرزمین حجاز میں چند روز" (سفر نامہ)، "فتاویٰ کالمگیری" (کالم + فکری مضامین)، "قیل و قال" (کالم + فکری مضامین)، "سخن وری اچھی لگی" (ادبی کالم + مضامین)"تنقید سے فرصت نہیں" (ادبی کالم + مضامین) اور "نئے ستارے نئے آسمان" (ادبی کالم + مضامین) شامل ہیں۔

تحقیقی حوالے سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ جمیل احمد عدیل کی شخصیت کا ہر تخلیقی عمل باکمال ہے۔ وہ جس صنفِ ادب میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں اُس میں اعلیٰ درجے کے فن پارے پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہ یک وقت ایسی صلاحیتیں عطا کی ہیں جو کم کم لوگوں کے حصے میں آتی ہیں اور پھر اُس کے ساتھ اُن کی ذاتی شخصیت کا سحر لوگوں کو تادیر اپنے حصار میں رکھتا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No. 1 2022

جمیل احمد عدیل کا افسانوی جہان مجھے سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے کیونکہ انہوں نے اُردو افسانہ میں نت نئے تجربات کے باوجود اپنا ایک الگ تشخص قائم کیا ہے، وہ فکری اور تکنیکی اعتبار سے اپنے ہم عصروں میں سب سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ جمیل احمد عدیل علامتی اور تجریدی اُسلوب رکھنے کے باوجود کہانی سے دُور نہیں ہوئے تاہم اُن کی کہانی بالکل روایتی نہیں ہے وہ روایت سے الگ بھی نہیں ہوتے اور افسانے کی مضبوط روایت کے طلسم میں گم ہونے کی بجائے ایک الگ روش اختیار کرتے ہیں جس کے اطراف میں رنگ رنگ پُھول کھلتے ہیں۔

جمیل احمد عدیل کے افسانوی موضوعات میں معروضی زندگی کے سیاسی، سماجی، عمرانی، معاشرتی، ثقافتی اور نفسیاتی تناظرات کا بھرپور عکس ملتا ہے۔ جمیل احمد عدیل اپنے افسانوں میں اساطیری حوالوں اور دیومالائی فکر کو بھی برتتے ہیں۔ انہیں اِس بات کا ادراک ہے کہ اساطیر ہماری تہذیبی تاریخ کا گہرا مشاہدہ پیش کرتی ہیں۔ اُن کے بیشتر کامیاب افسانے مابعد الطبیعاتی عناصر کے حامل ہیں۔ مابعد الطبیعات فلسفہ و ادب کی ایک بنیادی اصطلاح ہے۔ ''مابعد'' کا سادہ ترین مفہوم 'پرے' یعنی Beyond سے منطبق ہے۔ ارسطو اور علامہ اقبال کا تحقیقی کام بھی عام طبعی سائنسوں سے ہٹ کر مابعد الطبیعاتی نوعیت کا حامل ہے۔ ادب میں قوائے ذہنی اور روحِ انسانی سے متعلق دقیق نظریاتی پہلوؤں کا تذکرہ مابعد الطبیعاتی عناصر کی موجودگی کا پتا دیتا ہے۔ سترہویں صدی کے مغربی میٹا فیزیکل ادیبوں اور شاعروں مثلاً: جان ڈن، جارج ہربرٹ، کروشے اور مارول کی تحریروں میں جو اہم خواص موجود ہیں وہ غیر مرئی تصورات کی منظر کشی، مذہبی مقدس تھیمز (Themes) کا استعمال، قول محال کے لیے پسندیدگی اور عہد و پیمان کے لیے چُست الفاظ کا استعمال شامل ہے۔ جمیل احمد عدیل کے افسانوں کو پڑھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ اُن کے افسانوں میں مابعد الطبیعاتی عناصر کے ساتھ روحانیت، صوفی ازم اور تصوّف کو بھی نئے افسانوی تجربات کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اس ضمن میں اُن کے افسانے ''موم کی مریم''، ''رتن مالا اور کاتبِ کلام'' ''دوسرا ہاتھ''، ''تارِ عنکبوت''، ''اے یروشلم کی بیٹیو''، ''منحرف شخص''، ''جستِ مرگ''، ''بے رنگ قوسِ قزح'' اور ''مچھلی کے پیٹ میں مکاشفہ'' جیسے افسانے خاص طور پر اہم ہیں۔ جمیل احمد عدیل کے مذکورہ افسانوں میں سے مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ کیجیے:

''کہیں یہ سڑک مخلوق کو خالق سے تو نہیں ملاتی؟ مریم نے مسلسل بلندی کی طرف جانے والے راستے کی صعب خیزی سے عاجز آکر کہا۔۔۔ تو وہ اُس کے جواب میں اپنے ہونٹوں پر صرف عبوری مسکراہٹ ہی لا سکا۔۔۔ چند قدم مزید چلنے کے بعد بولا: ابھی سے دانتوں تلے پسینہ آگیا؟۔۔۔ ماہِ عسل کے انتظار میں یاد نہیں کتنی صدیاں بتائی ہیں۔۔۔؟ آج تمہارے خواب اور میرے وعدے دونوں کی تکمیل ہونی ہے''۔ (موم کی مریم)(5)

جمیل احمد عدیل کا افسانہ "موم کی مریم" ایک نفیس عورت کا استعارہ بھی ہے اور خالق کے وجود کا ثبوت بھی، جمیل احمد عدیل کے افسانوں میں وحدت الوجود کا فلسفہ بھی منعکس ہوتا ہے۔

''تمہیں معلوم ہے میں پہلے انسان تھی؟ ایک مکھی نے دوسری مکھی سے پوچھا۔ دوسری مکھی بولی: مجھے نہ صرف یہ خبر ہے کہ تم پہلے انسان تھیں بلکہ یہ بھی علم ہے کہ تم کس قسم کی انسان تھیں۔ پہلی مکھی نے متحیر ہو کر پوچھا: تمہیں یہ سب کس نے بتایا___؟ کہ میں نے تو آج تک کسی کو اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ دوسری مکھی نے جواباً کہا: مجھے اسی نے بتایا ہے جو سب کو بتانے والا ہے''۔(تارِ عنکبوت)(6)

''میں تذبذب کا شکار ہو گیا اور اُس شخص کی طرف دیکھے بغیر استفسار کیا: ''محترم! آپ کا یہ فرمان کوئی طبعی حقیقت ہے یا روحانی صداقت؟ وہ کہنے لگا: اگر اس میں آزمائش ہے تو یہ طبعی صداقت نہیں۔ میں نے اچانک اس شخص کی طرف دیکھا اس کا سر عام انسانوں سے دوگنا بڑا تھا اور اس کے چہرے پر لگی ہوئی دو بڑی بڑی آنکھیں خوب سے لبالب کٹوروں کی طرح چھلک جانے کو بے تاب تھیں۔ میں اس منظر کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا۔ میری اس کیفیت کو دیکھ کر اس نے اپنا اکلوتا ہاتھ میرے سامنے پھیلا دیا میں نے دیکھا اس کے ہاتھ پر ایک بھی لکیر نہیں تھی۔ اس لمحے وہ ایک بازو والا شخص مجھے یٹوٹانی مذہب کا بہادری کا دیوتا لگا جس کا ایک بازو فیزس نامی بھیڑیے کی چالاکی کی وجہ سے کٹ گیا تھا۔'' (دوسرا ہاتھ)(7)

جمیل احمد عدیل کے افسانوں میں ایسے بہت سے طلسماتی مناظر موجود ہیں جن کی ظاہری ہیئت ابنارمل معلوم ہوتی ہے تاہم ان منظروں میں بہت سے تحیرات بھی موجود ہیں جسے عام فہم ادراک رکھنے والے لوگ سمجھنے اور جاننے سے قاصر ہیں۔

Vol.5 No. 1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

”سرورہاشمی نے آنکھیں بند کیں، پھر کھولیں، کاغذ اس کے سامنے پڑے تھے۔ اتنے خوبصورت، ملائم اور روشن ورق اس نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ لفظ اُن کے اُوپر یوں محسوس ہوتے تھے جیسے جھیل کے نقرئی پانیوں کے اُوپر والی سطح پر ایک ترتیب میں سبز تتلیاں تیر رہی ہوں۔ جلدی سے ان نے سارے کلمات نقل کیے، کاغذ معاًغائب ہو گئے۔

مائی مالا نے بتایا: یہ کتابِ غائب کے اوراق تھے تم بہت خوش طالع ہو ورنہ بعض مقربین کو بھی کتابِ غائب کی زیارت نصیب نہیں ہوتی۔“ (رتن مالا اور کاتبِ کلام)(8)

جمیل احمد عدیل کی افسانوی دنیا اساطیر اور مابعد الطبیعاتی فکر سے مملو ہے۔ مابعد الطبیعاتی فکر سے متاثر یہ ادیب انتہائی نفاست و خوش اسلوبی سے جذبہ کی گہرائی اور فکر کی گہرائی کو بیان کر دینے کی بے پناہ صلاحیت رکھتے ہیں اور یہ سب اُن کی عمیق نظری کا ثبوت ہے۔ ڈاکٹر انوار احمد اپنی کتاب "" اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ "میں لکھتے ہیں:

" جمیل احمد عدیل کے پاس مشاہدے کی قوت ہے، وسعتِ مطالعہ ہے، فلسفے سے لگاؤ ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایک داخلی تجربے کی لہر بھی ان کی تحریروں میں موجود ہے۔"(9)

جمیل احمد عدیل اُردو کے افسانوی ادب میں اس اعتبار سے بھی اہم مقام رکھتے ہیں کہ اُن کے افسانے منفرد اسلوب کے حامل ہیں۔ انہوں نے گہرے سماجی شعور کے ساتھ ساتھ اساطیر علامت، اور تمثیلی حوالوں کو بھی اپنے افسانوں کا حصہ بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے افسانوں میں مابعد الطبیعاتی عناصر قاری کو ایک نئے طلسماتی اور روحانی منطقے میں شامل کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اے غفار پاشا لکھتے ہیں:

"انھوں نے ان افسانوں میں علامتی طور پر ہر رنگ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، علامتی کردار تخلیق کرتے ہوئے جب وہ "تارِ عنکبوت" پر چلتے ہوئے ظلم کے "سیاہ پہاڑ" کو "زیرِ آب" لے آتے ہیں تو "رتن مالا اور کاتبِ کلام"، "اے کسف من السماء" کی تشریح کرتے ہوئے "دوسرا ہاتھ" کا موازنہ "پارکھتے مورکھ" سے کرتے ہیں تو بے اختیار یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ "ہر گز پاک نہ تھیوے"۔(10)

"پہلے نے پھر کلام کیا۔۔۔ ہم سفید پرندوں کی سرزمین کی طرف جائیں گے۔ جہاں بیج بونے کے بعد ایک ہی دن میں فصل کاٹ لی جاتی ہے اور پھر ویسی کی ویسی ہو جاتی ہے۔۔۔ لیکن ہمیں انتظار کرنا ہے۔۔۔ لمبا انتظار۔۔۔ اس وقت کا جب تک بندھے ہوئے زمین و آسمان کھل نہیں جاتے۔“ (کسف من السّماء)(11)

”دن کا وقت تھا، سورج نصف النہار پہ تھا، چمک کے ساتھ ساتھ حدت بھی تھی لیکن ناگوار نہیں تھی۔ چلتے چلتے میں ایک تنگ گھاٹی میں جانکلا، درختوں کی شاخیں اس راستے میں اندھا اندھیرا کر رہی تھیں کیونکہ اوپر جا کر وہ آپس میں مل رہی تھیں بظاہر درختوں کے درمیان ایک فاصلہ موجود تھا کہ راستے کے دونوں اطراف اپنی اپنی جگہ کھڑے تھے لیکن اوپر ہی اوپر شاخوں کے درمیان اتصال ہو چکا تھا، ان کے اسی اتصال نے سورج کی روشنی مسافروں کے لیے معدوم کر دی تھی۔“ (سیاہ پہاڑ)(12)

مذکورہ بالا افسانوی حوالوں کی روشنی میں جمیل احمد عدیل کے افسانوں کا مطالعہ ایک ناگزیر تخلیقی کاوش ہے۔ ان کے افسانوں کی امیجری کو محسوس کریں تو یوں گمان ہوتا ہے کہ آیا آپ کہیں ان دیکھے پہاڑی علاقوں کی سیر پر نکلے ہوئے ہوں جہاں بہار کا موسم جاوداں ہے اور نم ناک ہوا آپ کی سانسوں کو معطر کر رہی ہو اور ساتھ ہی ایک ماورائی احساس جذبات میں لرزش پیدا کر رہا ہو ان حالات میں خواب اور حقیقت کی حدیں انسان کو کہیں باہم ملتی ہوئی محسوس ہوتی ہوں۔ ڈاکٹر آغا سہیل کے بقول:

”جمیل احمد عدیل عصرِ حاضر کا قاری ہے، اس کے افسانوں میں عصری آگہی کا شدید احساس ہے اس کا ذہن آج کا ذہن ہے اور وہ اپنے آج کے حوالے سے اپنے مستقبل کے قاری سے مخاطب بھی ہے، اینجلر سے لے کر سارترے کے نظریات تک کو اس نے کھنگالا ہے اور ایلیٹ کے نظریات کو بھی بخوبی سمجھا ہے لیکن یہ سب اس کے شعور کے ارتقا کا پس منظر بنتے ہیں اور اس کے فن میں گہرائی اور پختگی کا سبب بنتے ہیں۔“(13)

جمیل احمد عدیل کی تخلیقات اُن کے نام کی طرح حسین و جمیل ہونے کے ساتھ منفرد معنویت اور سماجی بصیرت کا تخلیقی اعلامیہ ہیں۔ جہاں زندگی اپنے اصل رنگوں اور اشکال میں نظر آتی ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No. 1 2022

حوالہ جات

1. https://ur.wikipedia.org/wiki/مابعدالطبیعیات

2. https://ur.wikipedia.org/wiki/ طبیعی وطبیعیات

3۔ میرزاادیب (فلیپ)، مشمولہ "موم کی مریم"، بوریوالہ: غالب اکیڈمی، 1991ء

4۔ وزیر آغا، ڈاکٹر (خط) مشمولہ، "موم کی مریم"، بوریوالہ: غالب اکیڈمی، 1991ء

5۔ جمیل احمد عدیل، "موم کی مریم"، (افسانہ: موم کی مریم) بوریوالہ: غالب اکیڈمی، 1991ء) ص85

6۔ جمیل احمد عدیل، "موم کی مریم"، (افسانہ: تارِ عنکبوت) بوریوالہ: غالب اکیڈمی، 1991ء) ص61

7۔ جمیل احمد عدیل، "موم کی مریم"، (افسانہ: دوسراہاتھ) بوریوالہ: غالب اکیڈمی، 1991ء) ص53

8۔ جمیل احمد عدیل، "موم کی مریم"، (افسانہ: رتن مالااور کاتبِ کلام) بوریوالہ: غالب اکیڈمی، 1991ء) ص133

9۔ انوار احمد، ڈاکٹر، "اردوافسانہ ایک صدی کا قصہ"، ملتان: کتاب نگر، 2017ء، تیسرا پاکستانی ایڈیشن، ص813

10۔ اے غفار پاشا، حرفِ آغاز، مشمولہ، "موم کی مریم"، بوریوالہ، غالب اکیڈمی، 1991ء، ص15

11۔ جمیل احمد عدیل، "موم کی مریم"، (افسانہ: کسف من السّماء) بوریوالہ: غالب اکیڈمی، 1991ء) ص26

12۔ جمیل احمد عدیل، "موم کی مریم"، (افسانہ: سیاہ پہاڑ) بوریوالہ: غالب اکیڈمی، 1991ء) ص79

13۔ جمیل احمد عدیل، "موم کی مریم"، (فلیپ: ڈاکٹر آغا سہیل) بوریوالہ: غالب اکیڈمی، 1991ء)